یا اللہ عزوجل　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الاضحی یوم النحر و یومان بعده (الحدیث)

ترجمہ: قربانی عید اور دو دن بعد ہے

التحقیق الانیق فی ایام النحر والتشریق

عید اور دو دن بعد ہے

استاذ العلماء صدر المدرسین حضرت علامہ مولانا محمد شریف صاحب ہزاروی سعیدی

صدر مدرس دار العلوم نقشبندیہ امینیہ رجسٹرڈ وخطیب جامع سراج المساجد گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

قارئین حضرات!

چند دن ہوئے کہ ایک پمفلٹ بنام (قربانی عید اور تین دن بعد ہے) میری نظر سے گزرا۔ چونکہ مؤلف کا نام کالعنقا تھا اس لئے معلوم نہ ہو سکا کہ کس فاضل شہیر کی تحقیق وتدقیق کا نچوڑ ہے۔ اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ایں صاحب بہمہ تحقیق یتیم فی العلم میں اور مسلکاً (نام نہاد) اہلحدیث ہیں۔ ان حضرات کی جدت طبع اور ذہنی وفکری کاوشوں کا تقاضا ہی یہی ہے کہ گاہے گاہے ایسے مسائل تلاش کرتے رہنا جو قرن اوّل سے لے کر آج تک امت مرحومہ میں تلقی بالقبول کے مرتبے کو نہ پہنچے ہوں اور کسی زمانے میں بھی اُمت کے کسی گروہ نے ان پر عمل نہ کیا ہو اور کسی ایسے مسئلہ کو جو احادیث کثیرہ ظاہرہ سے ثابت ہو لیکن بعض طرق حدیث ضعیف ہوں (اگر چہ فضائل اعمال سے متعلق ہو) یا طرق حدیث تو ضعیف نہ ہوں۔

لیکن ان کی طبیعت اور مزاج کے خلاف ہو یا حدیث روایت ودرایت کے اعتبار سے قوی ہو لیکن علمائے احناف کا مستدل ہو اور اہلسنت اس کو معمول بہا سمجھیں تو ایں جناب اپنے خود ساختہ اور بے بنیاد عقائد ومسائل کے تحفظ کیلئے بلا تردد امت مسلمہ پر شرک وبدعت کے فتاوٰی صادر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

با ایں ہمہ اپنے عقائد ومسائل کو ثابت کرنے کیلئے (بمطابق ڈوبتے کو تنکے کا سہارا) کئی ایسی روایات کا سہارا بھی لے لیتے ہیں جو متن اور سند کے اعتبار سے مجروح و

مرجوح اور ائمہ محدثین کے نزدیک ناقابل استدلال وحجت ہوں۔

اس کا مقصد امت وحید میں تشتت وافتراق اور اختلاف وانشقاق کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ جس کی تازہ مثال مذکورہ بالا پمفلٹ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عہد رسالت ختمی مرتبت علیہ التحیۃ والثناء سے لے کر صحابہ تابعین، ائمہ مجتہدین، محدثین، مفسرین، فقہائے، حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ بلکہ پوری امت کے کسی فرد نے خواہ مقلد ہوں یا غیر مقلد (ماسوا موجودہ بعض اہلحدیث کے) آج تک تیرھویں ذی الحجہ کو قربانی نہیں کی اور نہ ہی اس کے اثبات میں مخالفین کوئی ٹھوس دلیل پیش کر سکتے ہیں۔

اصل مسئلہ

قربانی صرف تین دن جائز ہے۔ (دس، گیارہ، بارہ، ذی الحجہ) نہ اس سے قبل اور نہ اس کے بعد۔

یہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ منقول ہے۔ جیسا کہ آئندہ واضح کر دیا جائے گا۔

مذکورہ پمفلٹ کے ناشرین (اہلحدیث) کا مسلک

قربانی چار دن جائز ہے (دس، گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ) ناشرین (اہلحدیث) کو ایام تشریق اور ایام معلومات اور ایام نحر کے سمجھنے میں دھوکہ لگا ہے اس لئے

ہم پہلے انہیں ایام کا فرق ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

ایام معلومات ایام نحر و ایام تشریق (معدودات) میں فرق:

ایام معلومات عشرۂ ذی الحجہ ہیں۔ ایام معدودات، ایام تشریق ہیں۔

ایام تشریق ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ ہیں، ایام نحر ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ ہیں۔

ایام معلومات اور ایام معدودات میں نسبت عموم خصوص من وجہ ہے۔ بعض ایام ایام معلومات ہیں۔ معدودات نہیں اور بعض ایام ایام معلومات بھی ہیں اور معدودات بھی اور بعض معدودات ہیں معلومات نہیں اسی طرح ایام نحر و ایام معدودات میں نسبت عموم خصوص من وجہ ہے۔ بعض ایام ایام نحر ہیں معدودات نہیں اور بعض معدودات بھی ہیں اور نحر بھی اور بعض معدودات ہیں نحر نہیں۔ مثلاً دس ذی الحجہ یوم نحر ہے۔ یوم تشریق و معدود نہیں ہے اور ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ ایام نحر بھی ہیں اور ایام تشریق و معدود بھی۔ ۱۳ ذی الحجہ ایام تشریق و معدود سے ہے نحر نہیں۔ کما قال الشوکانی فی فتح القدیر (ج ا ص ۱۸۱) حاصل کلام یہ ہے کہ قربانی انہی ایام میں جائز ہوگی۔ جو ایام نحر کہلاتے ہیں چونکہ ایام تشریق ایام نحر کے علاوہ بھی متحقق ہیں تو تمام ایام تشریق ایام نحر نہیں ہوں گے بلکہ بعض ایام تشریق ایام نحر میں داخل ہوں گے۔ لہٰذا ان ایام تشریق میں قربانی کرنا جو ایام نحر میں داخل ہیں جائز ہوگی اور وہ ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ ہیں اور وہ یوم تشریق جو ایام نحر سے خارج ہے۔ (جیسے ۱۳ ذی الحجہ) اس میں قربانی جائز نہ ہوگی کیونکہ قربانی ایام نحر کے ساتھ مختص ہے نہ کہ ایام تشریق کے ساتھ۔ اُمید ہے ہماری اس تحقیق سے ناشرین کے مغالطے کا ازالہ بھی ہو جائے گا۔

مخالفین کی پہلی دلیل اور اس کی تردید

نافع عن جبیر بن مطعم عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه قال ایام تشریق کلها ذبح .الخ۔

ترجمہ: نافع جبیر بن مطعم سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ایام تشریق ایام ذبح ہیں“۔

یہ حدیث نقل کرنے کے بعد مخالفین نے انوکھے انداز میں اس کی مرفوعیت کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے اس دعوے کی تائید میں علامہ ابن حجر کا قول بھی نقل کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث متن اور سند کے اعتبار سے مجروح ہے۔ مرفوعیت کا اثبات تو درکنار، اس کی صحت بھی محل نزاع ہے۔ متن لفظ ذبح سے مجروح ہے اور سند عدم لقائے رواۃ سے

مجروحیت متن

لفظ ذبح عام ہے نحر اور اضحیہ خاص ہیں۔ ذبح نویں اور چودھویں بلکہ سال کے ہر دن اور رات میں بھی جائز ہے۔ بخلاف نحر و اضحیہ کے کہ یہ ایام نحر سے ہی مخصوص ہے اور ایام نحر ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ ہی ہیں۔ لہٰذا لفظ ذبح سے مطلقاً نحر و اضحیہ مراد لینا بلا دلیل اطلاق عام علی الخاص ہے۔

مجروحیت سند

علامہ عینی شارح بخاری کی تحقیق کے مطابق اس حدیث کے بعض راویوں کی بعض سے ملاقات ثابت نہیں اور بصورت عدم لقائے رواۃ حدیث متصل و مرفوع نہیں

کہلا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن قیم (مخالفین کے مایہ ناز امام) نے اس حدیث کو منقطع کہا ہے۔قال ابن القیم ان حدیث جبیر بن مطعم منقطع لا یثبت وصله۔ الخ۔(نیل الاوطار للشوکانی)

اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم نے اس کو موقوف و مرسل کہا ہے۔(مرقات)

اس کے علاوہ مذکورہ حدیث ضعیف بھی ہے۔

ضعفِ حدیث

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ومنها خبر ایام التشریق کلها ذبح اسناده ضعیف۔(المرقاۃ)

واخرجه الدار قطنی من وجهین آخرین موصولین فیها ضعف

ترجمہ: دار قطنی نے دو ایسے طریقوں سے اس کو ذکر کیا جن میں ضعف ہے۔وضعفه بمعوية بن یحیی الصدفی رعینی والدرایة و نیل الاوطار

ضعف کے علاوہ یہ حدیث موضوع بھی ہے۔

موضوعیتِ حدیثِ مستدل بہا

(۱) وقد ذکر ابن ابی حاتم عن ابیه انه موضوع بهذا الاسناد (الدرایه)

ترجمہ: ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ یہ حدیث اس سند کے اعتبار سے موضوع ہے۔

(۲) وذکر ابن ابی حاتم من حدیث ابی سعید و ذکر عن ابیه انه

موضوع۔(نیل الاوطار للشوکانی)

ترجمہ: اور ابن ابی حاتم نے حدیث ابی سعید کو اس کے باپ سے ذکر کیا کہ یہ حدیث مطلقاً موضوع ہے۔

پس مذکورہ بالا دلائل وشواہد سے قارئین حضرات بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ مخالفین کے مسلک کی بنیاد کتنی کمزور اور بے جان ہے۔

مخالفین کی دوسری دلیل اور اس کی تردید

مخالفین کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جو انہوں نے زاد المعاد سے نقل کیا۔

قال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنه ایام النحر یوم الاضحی و ثلاثة ایام بعده۔

اس کے متعلق علامہ زرقانی شرح موطا میں رقمطراز ہیں:

لا حجة فيه لانها الثلثة التی اولها المعید والتی بعده خلاف فلا یصح الاحتجاج بمحل التراع

ترجمہ: یہ حدیث قابل حجت نہیں کیونکہ اس میں اختلاف ہے کہ کیا تین دن بشمول عید ہیں۔یا بغیر اس کے پس اس اختلاف کی بناء پر اس سے استدلال درست نہیں۔

نیز شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

در اخبار تعارض است وما اخذ بمتیقن کردیم (شرح سفر السعادت ص ۲۷۸)

اگر در اخبار تعارضے وتخالفے باشد ما اختیار اقل کردیم از جہت احتیاط

(اشعۃ اللمعات ص ۶۱۳)

ترجمہ: جب دو دلیلوں میں تعارض یا تخالف آجائے تو اقل تعداد کو اختیار کیا جائے گا اور اقل تین دن ہے پس اس قاعدہ کی رُو سے ایام نحر تین ہی ہوئے۔

وجہ ابطال

(۱) اس حدیث سے استدلال درست نہیں کیونکہ یہ محل نزاع ہے۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف بھی منقول ہے ملاحظہ ہو۔

مالک عن علی رضی اللہ عنہ الایام المعدودات یوم النحر ویومان بعدہ۔

(زرقانی، موطا امام مالک و مشکوٰۃ المصابیح، واحکام القرآن للجصاص)

ترجمہ: امام مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایام معدودات (ایام نحر) عید اور دو دن بعد ہیں۔

مخالفین کی اپنے مسلک کی تائید میں پیش کردہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (جس کا نا قابل حجت ہونا ہم پہلے ثابت کر چکے) اور ہمارے مسلک کی مؤید حدیث بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، مگر یاد رہے کہ علامہ شوکانی کی تصریح و تحقیق کے مطابق کسی صحابی بلکہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی چار دن قربانی والی حدیث پر عمل نہیں کیا۔

ولم یعمل بہ احد من الصحابۃ (نیل الاوطار)

ترجمہ: کسی صحابی نے بھی اوّل الذکر حدیث پر عمل نہیں کیا۔ لیکن وہ حدیث مؤخر الذکر جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ و ابن عمر رضی اللہ عنہ سے تین دن قربانی کا ذکر ہے۔ اس پر تمام صحابہ کرام بلکہ جمیع امت مسلمہ کا توارث و تواتر کے ساتھ آج تک عمل ثابت ہے

اور یہ حدیث تلقی بالقبول کے مرتبہ اعلیٰ تک پہنچ چکی ہے۔ (فللہ الحجۃ السامیۃ)

رہی وہ روایت جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور مخالفین نے ابن کثیر کے حوالے سے اس کو پیش کیا ہے۔ اس میں بھی انتہائی مغالطہ دہی سے کام لیا گیا۔ علامہ ابن کثیر نے صرف اسی روایت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ کئی اور روایات بھی نقل فرمائی ہیں اور جو ان کے قطعاً خلاف تھیں ان کو چھیڑا تک نہیں۔ حالانکہ یہ روایت بھی ان کے اثبات مدعا کیلئے غیر کافی ہے۔ کیونکہ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف دوسری حدیث بھی مروی ہے۔ جس میں الاضحی یوم النحر و یومان بعدہ کے الفاظ مرقوم ہیں۔ (احکام القرآن للجصاص محلی)

نیز شیخ محقق نے ایک ایمان افروز تصریح فرماتے ہوئے تحریر کیا "دلیل است ما را آنچہ روایت کردہ شدہ است از عمر و علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم کہ ایشاں گفتہ اند ایام نحر سہ است۔ (اشعۃ اللمعات ص ۶۱۳)

ترجمہ: یعنی ہماری دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عمر و علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ قربانی کے دن صرف تین ہیں۔

قابل غور مقام

مخالفین کی پیش کردہ روایات کو محدثین نے منقطع، مرسل، موضوع اور ضعیف فی اسنادہ اختلاف و تعارض و تخالف و قع عن سھو . من کلام جبیر بن مطعم او من دونہ ، و غیرھا کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ فیصلہ آپ خود فرما سکتے ہیں جیسا کہ ابوبکر جصاص رضی اللہ عنہ نے بھی تصریح کی و کل ایام التشریق ذبح و

هذا حديث قد ذكر عن احمد بن حنبل انه سئل عن هذا الحديث فقال لم يسمعه ابن ابى الحسن من جبير بن مطعم و اكثر رواته عن سهو ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابن ابی الحسین نے جبیر بن مطعم سے اس حدیث کو نہیں سنا (لہذا القا ثابت نہ ہوا) اور ان کی اکثر روایتیں سہو (بھول) پر مبنی ہیں۔ نیز علامہ عینی نے ذکر کیا کہ (مخالفین کی پیش کردہ حدیث کے راویوں میں) سلیمان بن موسیٰ کی ملاقات جبیر بن مطعم سے ثابت نہیں۔

انکشاف حقیقت

وہ روایات واحادیث جو مخالفین نے اپنے مسلک کی تائید میں پیش کی ہیں ان کی اصل وہ حدیث ہے جو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کل عرفة موقف و كل منى منحر الخ۔ اس میں کل ایام التشریق ذبح کا ذکر تک نہیں یہی وجہ ہے کہ صاحب احکام القرآن نے تحریر فرمایا۔ ويشبه ان يكون الحديث الذى ذكر فيه هذا للفظ انما هو من كلام جبير بن مطعم او من دونه لا نه لم يذكر ۔

ترجمہ یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ جب اصل حدیث میں یہ الفاظ موجود نہیں (جن پر مخالفین کے مسلک کی بنیاد ہے) تو یہ الفاظ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے کہے ہیں یا کسی دوسرے نے۔ اس کے بعد صاحب احکام القرآن لغوی اعتبار سے بھی ثابت کرتے ہیں کہ ایام نحر سے مراد تین ہی دن ہیں۔

لما ثبت انه النحر فيما يقع اسم الايام و كان اقل ما يتنا و له

اسم الأيام ثلاثة وجب ان يثبت ثلاثة وما زادلم تقم عليه الدلالة فلا يثبت (ص ۲۳۵)

ایام النحر جمع ہے اور جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے اور جمع تین کو بلا دلیل شامل ہوتی ہے کیونکہ زائد پر کوئی دلیل نہیں لہذا تین سے زائد دن ثابت نہیں ہونگے۔

مزید توضیح

نیز شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح سفر السعادت میں رقمطراز ہیں:

وز امام احمد آوردہ کہ گفت منقول است از بسیارے صحابہ کہ ایام النحر ثلاثۃ روز روایتے پنج از صحابہ مذکورین گفتہ غیر انس وایں بے سماع از حضرت نبوت نتواں گفت چہ تعین مقادیر برائی وقیاس اثبات نتواں کرد و نزد شافعی ایام ذبح سہ روز است بعد یوم نحر و ما حدیثے وریں کتب بریں قول نیافتیم جز آنکہ اکل وشرب در شان اینہا واقع شدہ...... نیز در تعلیل عدم جواز ذبح بعد از سہ روز گفتہ اند آنحضرت ﷺ نہی کرد از اذخار لحوم اضاحی فوق ثلاثۃ لیال و ہرگاہ کہ از خار لحم بعد از سہ روز درست نبود ذبح نیز درست نبود...... اگر چہ نہی از اذخار منسوخ شد اما از اینجا لازم نیاید نسخ عدم جواز ذبح بعد از سہ روز چہ ایں دو حکم است و از نسخ یکے نسخ دیگر لازم نیاید کذا قال الزرکشی وفیہ تامل۔

حاصل ترجمہ: امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایام ذبح عید کے علاوہ تین دن ہیں لیکن شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ عبارت بالا میں تصریح فرما رہے ہیں کہ مجھے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب کی مؤید کوئی حدیث کتابوں میں نہیں ملی اور تین دنوں سے زائد کسی دن میں قربانی ناجائز ہونے کی ایک علت یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے گوشت کو کسی خاص

حکمت کی بناء پر تین دنوں سے زائد ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔ اگر چہ بعد میں منسوخ ہوگیا لیکن اس کے نسخ سے قربانی کا تین دنوں سے مختص ہونے کا نسخ لازم نہیں آتا کیونکہ ہر دو علیحدہ حکم ہیں۔ فافہم

ثابت ہوا کہ اگر قربانی تین دن سے زائد جائز ہوتی تو آپ تین دن کی تخصیص نہ فرماتے۔ اگر تیرہ ذی الحجہ کو بھی قربانی جائز ہوتی تو آپ چار دن سے زائد ذخیرہ کرنے سے منع فرماتے۔ بحمدہ تعالیٰ دلالۃ النص کے ساتھ یہ امر بخوبی معلوم ہوگیا کہ ایام نحر تین دن ہیں اور قربانی انہی میں جائز ہے نہ ان کے بعد چونکہ یہ حدیث مرفوع ہے۔ لہذا حدیث مرفوع ہی سے قربانی کا تین دنوں میں انحصار ثابت ہوا۔

(۲) نیز ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی الاضحی یوم النحر و یومان بعدہ کو امام مالک نے روایت کیا اور امام مالک محدثین کے طبقہ سابعہ میں ہیں جبکہ دار قطنی کا یہ مقام و مرتبہ نہیں اور امام مالک کا کسی روایت کو لے لینا اس کے قوی و مقبول ہونے کیلئے کافی ہے اور اگر امام مالک کے ساتھ کوئی ایسی شخصیت' دوسری بھی اس روایت کو نقل کر لے (جیسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) تو اُس روایت کی قوت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے نحبۃ الفکر میں تصریح فرمائی۔

ولا یتشکک من لہ ادنی ممارسۃ باالعلم و اخبار الناس ان مالکا مثلاً لو شافہ بخبر لعلم انہ صادق فیہ فاذا انضاف الیہ ایض من ھو فی تلک الدرجۃ اذ واد قوۃ ۔ (ص۲۲)

مثال المرفوع من القول خکما لا تصریحا ما یقول الصحابی الذی لم

یاخذ عن الاسرا ئیلیات مالا مجال للاجتھا دفیہ ولا لہ تعلق ببیان لغۃ او شرح غریب کا الاخبار عن الامور الماضیۃ من بدء الخلق و اخبار الانبیاء علیھم السلام او الاتیۃ کا الملاحم و الفتن وا حوال یوم القیامۃ و کذا الاخبار عما یحصل بفعلہ ثواب مخصوص او عقاب مخصوص وانما کان لہ حکما المرفوع لان اخبارہ بذالک یقتضی محبرا لہ ۔ الخ

..... ولا موقف للصحابۃ الاالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔

حاصل ترجمہ: وہ امر جو خلاف قیاس ہو اور کوئی صحابہ اس کو بیان کرے تو یقیناً اس نے حضور سے سنا ہوگا کیونکہ ہر خبر کیلئے مخبر کی ضرورت ہے اور خاص کر ایسی خبر جو دین سے متعلق ہو۔ اُس کے مخبر حضور ہی ہو سکتے ہیں اور ایسی حدیث کو مرفوع حکمی کہا جاتا ہے۔

لہذا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت یقیناً حسب تصریح علامہ ابن حجر مرفوع حکمی کہلائے گی۔ (نخبۃ الفکر ص ۸۲)

الحمد للہ حسب تصریحات محدثین متنازعہ مسئلے کے تمام پہلوؤں پر اجمالی تبصرہ کر دیا گیا ہے جو اہل انصاف اور حق شناس حضرات کی تسکین قلبی کیلئے کافی ووافی ہے۔

من آنچہ شرطِ بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

حرفِ آخر: متنازعہ مسئلہ کی تحقیق کے بعد ہم مخالفین سے مندرجہ ذیل سوالات کرنے میں حق بجانب ہیں۔

۱۔ کیا آپ کے نزدیک تمام احادیث کا حصر صرف مرفوعیت میں ہے۔

۲۔ کیا موقوف ومقطوع حدیث کے اقسام سے ہیں یا نہیں اگر ہیں تو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی۔الاضحٰی یوم النحر و یومان بعده ۔حدیث ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو آپ نے کیوں تحریر کیا کہ تین دن کی قید خود ساختہ ہے اور اگر موقوف ومقطوع اقسام حدیث سے نہیں تو اعلان کیوں نہیں کرتے کہ ہم بھی پرویزی فرقہ سے متعلق ہیں۔

۳۔ حدیث موقوف سے کسی حکم کو ثابت کیا جاسکتا ہے تو آپ نے کیوں تحریر کیا کہ اس مسلک کی بناء محض اقوال پر ہے اگر ثابت نہیں کیا جاسکتا تو ائمہ حدیث کی تصریحات پیش کریں۔

۴۔ اقوال محدثین کسی امر مثبت بالدلیل کی تائید میں پیش کئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ اگر پیش کئے جاسکتے ہیں تو آپ نے محض اقوال کہہ کر محدثین کی تحقیر کیوں کی اگر نہیں پیش کئے جاسکتے تو آپ نے علامہ ابن حجر کا قول ''وصلہ الدارقطنی ورجال ثقات'' کس لئے پیش کیا؟

۵۔ ملاعلی قاری، حافظ ابن قیم، علامہ عینی، ابوبکر جصاص، امام زرقانی، علامہ شوکانی، امام نووی کی تصریحات کے مطابق آپ کی پیش کردہ حدیث مرسل مقطوع، منقطع، ضعیف موضوع وغیرہ ہے اور اس کی سند بھی صحیح ثابت نہیں۔

۶۔ کیا حافظ ابن قیم، علامہ شوکانی اور تمام اُمت بلکہ جمیع صحابہ کرام کے مسلک کی بنیاد بھی محض اقوال پر تھی۔

۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وحضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جس میں چار دن کا ذکر ہے۔آپ نے نقل کی حالانکہ اس کے خلاف دوسری روایت جو حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہ وحضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی تین دن قربانی کے متعلق مذکور ہے اور سند کے اعتبار سے قوی بھی ہے۔آپ نے کیوں نقل نہیں کی؟

۸۔ ابن کثیر سے آپ نے صرف وہ روایت تو نقل کی جس پر کسی زمانے میں بھی عمل نہیں ہوا اور وہ روایت کیوں نقل نہیں کی؟ جو تلقی بالقبول کے مرتبے کو پہنچی ہوئی ہے۔

۹۔ زادالمعاد سے جو حدیث آپ نے نقل کی وہ موقوف ہے جبکہ آپ کے نزدیک موقوف پر عمل مبنی براقوال ہے تو آپ نے اس موقوف کو اپنی دلیل بنانے کی کیوں ضرورت محسوس کی؟

۱۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث موقوف ہوتے ہوئے حکماً مرفوع ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو آپ کا یہ کہنا غلط کہ تین دن قربانی پر صحیح دلیل نہیں مل سکتی۔ اگر حکماً مرفوع نہیں تو علامہ ابن حجر کے حق میں آپ کیا فتویٰ صادر کریں گے۔جبکہ ان کے بیان کردہ اصول کے مطابق یہ حدیث مرفوع ہے۔تلک عشرۃ کاملۃ

وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ

☆☆===============☆☆